سوال

(201) سود کے مال سے تعمیر مکان کے ترکہ میں ورثاء کا حصہ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک شخص نے اپنے پراویڈینٹ فنڈ، انشورنس، اورہاوس بلڈنگ سے قرض لیکر جس میں سود بھی شامل ہوتا ہے اپنا مکان تعمیر کیا اب جبکہ اس شخص کا انتقال ہوگیا ہے تو اسکی اولاد کیلیئے اس کے ترکہ کا کیا حکم ہے۔؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ
الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

جس نے بھی سودی قرض لیا اورپھر اس قرضے سے جائداد خریدی تواس کے فوت ہونے کے بعد یہ جائداد بھی اس کے ترکہ میں شامل ہوگی۔ اوروہ وراثت بنے گی، اورمرنے والے شخص کوسودی لین دین کرنے کی بنا پرگناہ ہوگا۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

(حرام کمائی کا مال صرف کمائی کرنے والے پر حرام ہے مثلا سود، لھذا جب سودی لین دین کرنے والا شخص فوت ہوجائے تو ورثاء کےلیے اس کا مال حلال ہے، لیکن جواشیاء بعینہ حرام ہیں مثلا شراب وغیرہ تو یہ نقل کرنے والے اور جس کی طرف منتقل ہو اس پر بھی حرام ہے، اوراسی طرح جوچیز حرام ہواوراس میں حرمت باقی رہے مثلا غصب اورچوری کردہ اشیاء، تواگرکسی انسان نے کوئی چیزچوری کی اور مرگیا تووہ چیز وارثوں کےلیے حلال نہیں ہوگی اور پھر اگراس کے مالک کا علم ہو تووہ چیز اسے واپس کی جائے گی وگرنہ مالک کی جانب سے صدقہ کردی جائے گی) انتھی۔ لقاءات الباب المفتوح سے لیا گیا (304/1)

اور مستقل فتوی کمیٹی نے سودی قرضہ سے گھربنانے والے شخص کے بارہ میں فتوی دیا کہ اس پر توبہ واستغفار کرنا لازم ہے، لیکن عمارت منہدم کرنا لازم نہیں بلکہ رہائش وغیرہ کرکے نفع حاصل کرنا جائز ہے۔ دیکھیں[ARB]فتاوی اللجنة الدائمة[/13/411)(RB]

اسی بارے شیخ صالح المنجد ایک سوال کا جواب دیتے ہوءے لکھتے ہیں :

بلاشبہ موجودہ وقت اورخاص کرآپ کے ملک میں سیاحت کے شعبہ میں کام کرنا بہت سی شرعی مخالفات کولازم کرتا ہے جس میں مردوعورت کے اختلاط اوربے پردگی کی دیکھ بھال اوربعض اوقات توشراب اوردوسری حرام اشیاء بھی اس میں شامل ہوتی ہیں، اگرتومعاملہ ایسا ہے توپھر آپ کے والد کا مال حرام ہے اورعلماء کرام اسے مال مختلط کا نام دیتے ہیں
۔

اور علماء کرام کا فیصلہ ہے کہ جس کے مال میں حلال وحرام ملا جلا ہو اس کے مال سے کھانا جائز ہے اور ہر طرح کے معاملات کرنے جائز ہیں، لیکن اس سے بچنا اولی اور افضل ہے ۔

اور آپ کے والد کا ضروریات ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں ، والے قاعدہ سے دلیل لینا صحیح نہیں ، کیونکہ حلال کمانے کے بہت ذرائع اور وسائل ہیں اور فرمان باری تعالی ہے :

''اور جو کوئی اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرے اللہ تعالی اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور اسے روزی وہاں سے عطا کرتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا''

اور اگر انسان اپنے لیے یہ دروازہ کھول لے تو ضرورت کو دلیل بنا کر حرام کے ہر دروازے میں داخل ہو جائے گا ۔

آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ حرام خوری کا انجام بہت برا ہوتا ہے اور اگر کچھ بھی نہ ہو پھر بھی حرام کھانے والے شخص کی دعا کبھی قبول نہیں ہوتی جیسا کہ صحیح مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

بلاشبہ اللہ تعالی پاک ہے اور پاکیزہ چیز ہی قبول فرماتا ہے ... ایک ایسے شخص کا ذکر کیا گیا جس نے بہت طویل اور لمبا سفر طے کیا اس کے بال بکھرے ہوئے اور پراگندہ حالت میں وہ آسمان کی جانب ہاتھ بلند کیے یارب یارب کہے اور اس کا کھانا حرام کا اس کا پینا حرام کا اور اس کا لباس بھی حرام کا اور اس کی غذا ہی حرام خوری ہے تو اس کی دعا کہاں قبول ہو ۔ صحیح مسلم (1015)

اور آپ کے والد کا اس حرام ملازمت سے مال کمانے کو علماء کرام حرام کمائی (مالا محرما لکسبہ) کا نام دیتے ہیں یعنی اس نے حرام طریقے سے مال کمایا ہے ، اور بعض علماء کرام کہتے ہیں کہ یہ مال صرف کمائی کرنے والے پر حرام ہے ۔

لیکن جو شخص یہ مال کسی مباح اور جائز طریقہ سے حاصل کرے اس پر حرام نہیں مثلا اگر آپ کے والد آپ کو ہدیہ دیں یا پھر خرچہ وغیرہ دیں تو آپ کے لیے یہ حرام نہیں ۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

بعض علمائے کرام کا کہنا ہے کہ : حرام کمائی کا گناہ صرف کمائی کرنے والے پر ہے نہ کہ کمائی کرنے والے شخص سے حاصل کرنے والے پر جس نے مباح اور جائز طریقہ سے حرام کمائی والے شخص سے حاصل کیا ، بخلاف اس چیز کے جو بعینہ حرام ہو مثلا شراب اور غصب کردہ چیز وغیرہ ۔

یہ قول قوی اور وجیہ ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں کے لیے ایک یہودی سے غلہ خریدا تھا ، اور خیبر میں ایک یہودی عورت کی جانب سے ہدیہ کردہ بکری کا گوشت کھایا ، اور یہودی کی دعوت قبول کی ۔

یہ معلوم ہونا چاہیے کی اکثر یہودی سود لیتے اور حرام خور ہیں ، اور اس قول کی تقویت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل قول سے بھی ہوتی ہے :

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ رضی اللہ تعالی عنہا پر صدقہ کیے گئے گوشت کے بارہ میں فرمایا : (وہ اس کے لیے تو صدقہ اور اس کی جانب سے ہمارے لیے ہدیہ ہے) ۔ دیکھیں القول المفید علی کتاب التوحید (112/3)

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے :

جو خبیث اور حرام طریقہ سے کمایا گیا ہو مثلا دھوکہ اور فراڈ سے حاصل کردہ ، یا پھر سود کے ذریعہ یا جھوٹ وغیرہ کے ذریعہ حاصل کردہ مال یہ کمانے والے پر حرام ہے اس کے علاوہ کسی اور پر حرام نہیں اگر اس نے مباح اور جائز طریقہ کے ساتھ حرام کمائی والے سے اصل کیا ہو ۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں سے لین دین کرتے تھے حالانکہ وہ حرام خور اور سود لیتے ہیں ، تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کمائی کرنے والے کے علاوہ کسی اور پر یہ حرام نہیں ۔ تفسیر سورۃ البقرۃ (198/1)

تواس بنا پر آپ اپنے والد کی وارثت حاصل کر سکتے ہیں ، اور یہ آپ کے ذمہ نہیں کہ انہوں نے جو کچھ دیا ہے اس کا حساب وکتاب کرتے پھریں یا پھر جو دیا ہے وہ واپس کریں ، لیکن اگر آپ اس کے مال سے نہ کھانے کی استطاعت رکھتے ہیں تو یہ اولی اور بہتر اور اسی میں ورع وتقوی ہے ۔

واللہ تعالی اعلم ،مزید تفصیل کے لیے آپ مندرجہ ذیل کتب دیکھیں ۔ احکام القرآن لابن العربی (324/1) المجموع (430/9) الفتاوی الفقھیۃ الکبری للھیتمی (233/2) کشاف القناع (496/3)

درج بالا فتاوی سے یہ بات اخذ کی جاتی ہے کہ

ا ۔ حرام کی دو قسمیں ہیں ۔ ایک حرام بنفسہ ہے یعنی جو اپنی ذات میں حرام ہو تو یہ مال وراثت کے طور پر منتقل نہیں ہوتا ہے جیسا کہ کسی کے والد کی شراب کی فیکٹری تھی یا دوسروں کی غصب کردہ زمین تھی یا چوری وڈاکے کا مال تھا تو یہ مال وراثت نہیں بنے گا بلکہ اصل مالکان کو لوٹایا جاے گا ۔

۲ ۔ حرام کی دوسری قسم حرام لغیرہ ہے یعنی جو شیء بنفسہ حرام نہ ہو لیکن فاعل کے فعل کی وجہ سے حرام قرار پاے جیسا کہ مال تجارت یا بیع وشراء میں جھوٹ بول کر یا دھوکہ دے کر یا سود یا انشورنس وغیرہ سے مال کمانا ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 2 کتاب الصلوۃ